قواعد کلیہ بہا کہا

مصنفہ

میرزا خان ابن فخرالدین محمد

مترجمہ

سید مسعود حسن رضوی ادیب

ناشر

کتاب نگر، دین دیال روڈ - لکھنؤ - ۳

قواعد کلّیۂ بھاکھا

برج بھاشا کی قدیم ترین گرامر

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے مطالعے کے لیے

مُصَنّفہ

میرزا خان ابن فخرالدین محمّد

فارسی سے اردو میں ترجمہ مع مقدّمہ

سیّد مسعود حسن رضوی ادیب

عرض ناشر

کتاب تحفۃ الہند عہد عالمگیر میں خود شہنشاہ کے مطالعے کے لیے لکھی گئی۔ اس کتاب نایاب پر پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب کا ایک تعارفی مضمون ماہنامہ ادب لکھنؤ میں جون ۱۹۳۰ء میں شایع ہوا اور ایک مضمون بزبان انگریزی الہ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر، سنسکرت کے زبردست عالم، پنڈت گنگا ناتھ جھا کو پیش کی جانے والی یادگاری کتاب (Jha commemoration volume) کے لیے ۱۹۳۳ء میں لکھا گیا۔ کتاب ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء کو پیش کی گئی اور پونا اورینٹل بک ایجنسی نے ۱۹۳۶ء میں شایع کی۔ وشو بھارتی، شانتی نکیتن کے معلم فارسی م۔ ضیاء الدین نے تحفۃ الہند کے مضامین کی تفصیل کے ساتھ "قواعد کلیہ بھاکھا" کا متن اور اس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۳۵ء میں شایع کیا۔

جناب ادیب نے قواعد کلیہ بھاکھا کا اردو میں ترجمہ غالباً ۱۹۳۴ء میں کیا تھا، جو ایک مدت کے بعد رسالہ نقوش، لاہور کے خاص نمبر میں ـــــء میں اور دوبارہ نقوش کے ادب عالیہ نمبر میں اپریل ۱۹۶۱ء میں 'برج بھاشا کی پہلی گرامر' کے عنوان سے شایع کیا گیا۔ اب یہ ترجمہ ایک مختصر مقدمے کے ساتھ کتابی صورت میں شایع کیا جا رہا ہے۔

اردو میں یہ اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے۔

سید اظہر مسعود رضوی
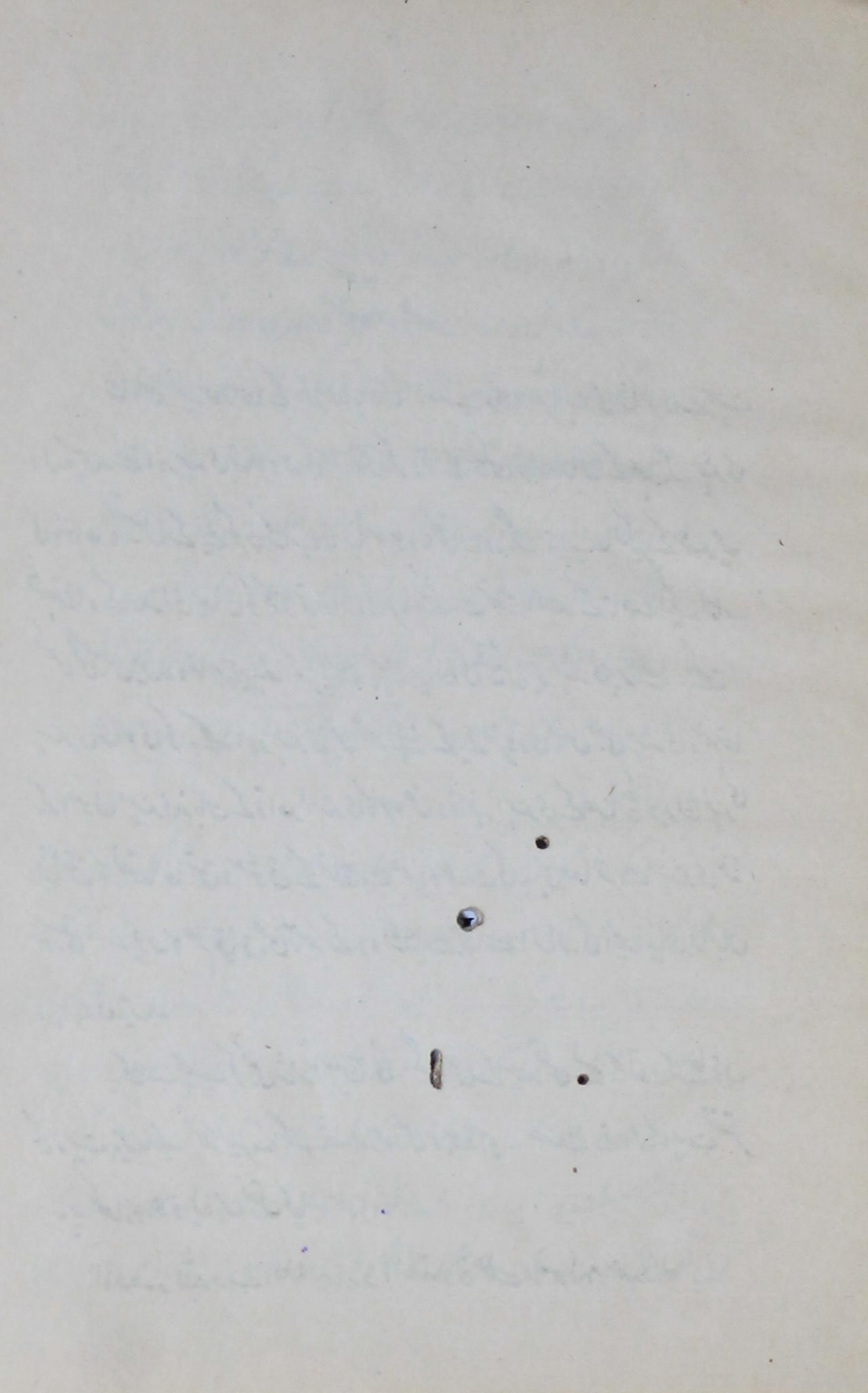
جہاں دارشاہ مدداللہ تعالیٰ دولتہ فی الارض وابقاہ، وارفع علم سلطنتہ علی السماء واعلاہ" اس کے بعد مختصر دیباچے کے بقیہ الفاظ ہیں یعنی "درعلوم متداولہ ہندیان جزوے چند پرداختم وآں را بتحفۃ الہند موسوم و مشہور ساختم"۔ طویل دیباچے کے بارے میں کئی باتیں غور طلب ہیں۔ پہلی بات یہ ہو کہ یہ طولانی دیباچہ بھی شہنشاہ عالمگیر کے عہد میں لکھا گیا لیکن شہنشاہ عالمگیر کی مدح پر نظر کی جائے تو جہاں دار کا مرتبہ عالمگیر سے کہیں زیادہ بلند معلوم ہوتا ہو۔ شہنشاہ کی حین حیات نہ کوئی مصنف اس گستاخی کی جرأت کر سکتا تھا نہ کوکلتاش خان اس کو جائز رکھ سکتا تھا۔ دوسری بات یہ ہو کہ جہاں دارشاہ کو شاہ اور نہ بادشاہ زادہ لکھا گیا ہو۔ حالانکہ عالمگیر کی زندگی میں وہ نہ شاہ تھا نہ بادشاہ زادہ تیسری بات یہ ہو کہ جہاں دارشاہ معزّ الدین کا شاہی لقب ہو جو اس نے بادشاہ ہونے کے بعد اختیار کیا۔ عالمگیر کی زندگی میں اس کا نام اس لقب کے ساتھ نہیں لکھا جا سکتا تھا۔ چوتھی بات یہ ہو کہ جہاں دارشاہ کے لیے جو دعائیہ فقرے ہیں ان میں یہ دعا بھی ہو کہ اس کی سلطنت کا علم آسمان تک اونچا رہے حالانکہ کتاب کی تصنیف کے وقت نہ اس کی سلطنت تھی نہ علم سلطنت۔ ان سب باتوں پر نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہو کہ میرے کتب خانے کے نسخے میں جو مختصر دیباچہ ہو مصنف کا اصل دیباچہ وہی ہو۔ اس پر جستہ جستہ اضافہ کیا گیا ہو وہ بہت بعد کی چیز ہو۔

بعض نسخوں میں جہاں دارشاہ کے بجائے اعظم شاہ کا نام ملتا ہو۔ ایسا کوئی نسخہ میری نظر سے نہیں گزرا اس لیے اس بارے میں یقین کے ساتھ مدلّل طور پر میرا

کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر منقولہ بالا مختصر دیباچہ اصل دیباچہ ہو تو اعظم شاہ کا نام
بھی بعد کا اضافہ قرار پائے گا۔ بہرحال یہ امر تقریباً یقینی ہو کہ یہ کتاب عالمگیر کے
مطالعے کے لیے لکھی گئی نہ کہ اس کے پوتے جہاں دار شاہ یا بیٹے اعظم شاہ کے لیے۔

تحفۃ الہند کے مصنف کا نام بعض نسخوں میں میرزا محمد ابن فخر الدین محمد ہو اور
بعض نسخوں میں میرزا خان ابن فخر الدین محمد ہو۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کا صحیح
نام میرزا خان ہو۔ میرے کتب خانے میں قصائد عرفی کی ایک شرح مفتاح النکات
کے دو قلمی نسخے ہیں۔ شارح کا نام میرزا جان بن فخر الدین محمد ہو۔ یہ شرح سنہ ۱۰۷۳ھ
میں یعنی اورنگ زیب کے عہد سلطنت میں لکھی گئی تھی۔ اگر تحفۃ الہند کے مصنف کا صحیح نام
میرزا خان تھا تو میرزا جان بن فخر الدین محمد اور میرزا خان بن فخر الدین محمد بھائی بھائی
معلوم ہوتے ہیں۔ تحفۃ الہند کے ایک نسخے میں اسکے مصنف کا نام میرزا جان بھی
ملتا ہو مگر یہ کاتب کا سہو قلم معلوم ہوتا ہو۔

تحفۃ الہند میں ایک مقدمہ سات باب اور ایک خاتمہ ہو۔ مقدمے میں ناگری
رسم خط اور بھاکھا کے قواعد کلیہ کا بیان ہو۔ باب اول میں پنگل یعنی اہل ہند کے علم
عروض کا بیان ہو۔ باب دوم میں تک یعنی اہل ہند کے علم قافیہ کا بیان ہو۔ باب سوم
میں النکار یعنی اہل ہند کے علم بیان و بدیع کا بیان ہو۔ باب چہارم میں سنگار رس یعنی اہل
ہند کے علم عاشقی و معشوقی اور احوال عاشق و معشوق کا بیان ہو۔ باب پنجم میں سنگیت
یعنی اہل ہند کے علم موسیقی کا بیان ہو۔ باب ششم میں کوک یعنی عورت و مرد کے اقسام
اور عورتوں کے ساتھ معاشرت و مباشرت کا بیان ہو۔ باب ہفتم میں سامدرک یعنی اہل

ہند کے علم قیافہ کا بیان ہو جس سے انسان میں خیر و شر کی علامتیں معلوم ہوتی ہیں۔
خاتمہ میں اہل ہند کے لغات و مصطلحات و کنایات کا بیان ہو یعنی وہ ہندی زبان
کی ایک فرہنگ ہو۔

باب اول میں ہندی بحروں کی تقطیع عربی افاعیل کے اعتبار سے کی ہو اور ان کی
مثال میں فارسی اشعار خود کہہ کر پیش کیے ہیں باب دوم میں قافیے کے بیان میں کوئی
مستقل باقاعدہ کتاب نہیں ملی تو مصنف نے قافیے کے قاعدوں کا احاطہ کر کے اور کچھ
اصطلاحیں مقرر کر کے ان کو علم کی حیثیت سے مرتب کر دیا۔ باب سوم میں ہندی کی مشہور
معروف ستر ہ صنعتوں کی تعریف کر کے ان کی مثال میں ہندی اور فارسی کے اشعار پیش
کیے ہیں جن میں سے بعض خود مصنف نے کہے ہیں۔ چند صنعتیں مصنف نے ہندی میں خود
ایجاد کی ہیں۔ اسی باب میں آگے بڑھ کر کلام کے جیسا دوش یعنی عیوب بیان کیے ہیں
اور ان کی مثال میں فارسی کے اشعار یا جملے پیش کیے ہیں۔ باب چہارم سنگار رس
کے بیان میں ہو لیکن اس میں نفسیاتی اعتبار سے عورتوں کی قسمیں اور ان کی خصوصیتیں
بیان کی گئی ہیں۔ اس باب کا موضوع حقیقت میں نائکا بھید ہو۔ باب پنجم کا موضوع
ہندوستانیوں کی موسیقی ہو مگر اس میں ایرانی موسیقی کا بھی تفصیلی اور تقابلی بیان ہو۔
باب ششم علم کوک پر ہو جو عرف عام میں کوک شاستر کہلاتا ہو۔ مصنف جو اصطلاح
لکھتا ہو اس کا عربی مترادف بھی بتاتا ہو اور مثالوں میں ہندی شعروں کے ساتھ اکثر
فارسی شعر اور فقرے بھی لکھتا ہو اس طرح وہ ہندی زبان اور ہندی شاعری کو فارسی دانوں
سے بالعموم اور مسلمانوں سے بالخصوص قریب تر کر دیتا ہو۔

خاتمہ کتاب برج بھاشا کی قدیم ترین فرہنگ ہی جس میں کم و بیش تین ہزار ہندی لفظوں کے تلفظ اور معنی فارسی میں لکھے گئے ہیں۔ لفظوں کا تلفظ عام بول چال کے مطابق دیا گیا ہی جس کا نتیجہ یہ ہی کہ حرف 'ش' سے شروع ہونے والے تمام الفاظ 'س' ہی کے تحت میں درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً سراپ (دعائے بد)، سیلا (سنگ)، سوبھا (زیب و زینت)، سبھ (مبارک و ہمایوں)، سانت (جمعیت خاطر)، سیام (سیاہ و نام کا نھا)، سرن (ملاذ و ملجا)، اسی طرح حرف 'ی' سے شروع ہونے والے تمام الفاظ حرف 'ج' کے تحت میں درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً جاترا (سفر)، جگ (عالم۔ دنیا) جوگ (زہد و ریاضت)، جم (ملک الموت)، جدھ (جنگ و جدال)، جدپ (ہر گاہ)۔ جن لفظوں میں واو کی آواز ہی ان کو 'ب' سے لکھا گیا ہی۔ مثلاً کاب (شعر)، کب (شاعر)، کبتا (شاعر و سخن ور)۔ ایسی کوئی فرہنگ نہ اس سے پہلے لکھی گئی نہ اس کے بعد۔

مقدمہ کتاب کے دو حصّے ہیں۔ پہلے حصّے میں ناگری حروف اور رسم خط کا تفصیلی بیان ہی اور دوسرے میں بھاکھا کے قواعد کلیہ ہیں۔ مصنف خود کو ان قواعد کا مخترع کہتا ہی۔ ذات کا دعوی یہ ہی کہ بھاکھا یعنی برج بھاشا کی گرامر اس نے پہلے پہل لکھی ہی میں نے ہندی کے مستند عالموں سے رجوع کیا مگر وہ اس سے پہلے کی لکھی ہوئی برج بھاشا کی کسی گرامر کا نام نہ بتا سکے۔ بظاہر مصنف کا یہ دعوی صحیح ہی کہ یہ برج بھاشا کی پہلی گرامر ہی۔ اگرچہ یہ گرامر کی کوئی جامع کتاب نہیں ہی پھر بھی تاریخی حیثیت سے غیر معمولی اہمیت رکھتی ہی اور اردو کے بارے میں لسانی تحقیق کرنے والوں

لیے بہت کار آمد ہو۔ اس سے کھڑی بولی اور برج بھاشا کا باہمی تعلق آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہو۔ مقدمہ کتاب کے اسی دوسرے حصے کا اردو ترجمہ ان اوراق میں پیش کیا جا رہا ہو۔

مصنّف نے ہندی لفظوں کا وہ تلفظ اختیار کیا ہو جو بھاکھا والوں کی زبان پر جاری تھا۔ اور ہر لفظ کا تلفظ تفصیل کے ساتھ لفظوں میں اس طرح بیان کر دیا ہو کہ کسی شبہے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ میں نے اختصار کے خیال سے ان تفصیلات کو حذف کر کے ہر ہندی لفظ پر بڑی احتیاط کے ساتھ اعراب لگا دیے ہیں۔
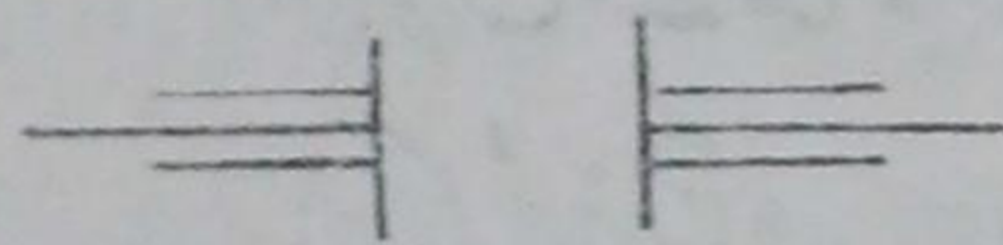
قواعدِ کلیۂ بھاکھا

(برج بھاشا کی قدیم ترین گرامر)

زبان کی کیفیت

اہل ہند کی زبانیں متعدد ہیں، لیکن وہ زبانیں جن میں نثر کی کتابیں اور نظم کے دیوان تصنیف کیے جا سکتے ہیں اور جو طبع سلیم اور ذہن مستقیم کو پسند آتی ہیں تین[٣] ہیں۔

سہنسکرت[١]۔ وہ ہر طرح کے علوم و فنون کی کتابیں زیادہ تر اس زبان میں تصنیف کرتے ہیں۔ وہ ان کے اعتقاد میں عالم علوی کی زبان ہے اور وہ اس کو 'آکاس بانی' اور 'دیو بانی' کہتے ہیں یعنی آسمان والوں کی زبان اور دیوتاؤں

---

[١] سہنسکرت۔ لفظ سنسکرت کا عوامی تلفظ۔ دکنی شاعر صنعتی کی مثنوی قصہ بے نظیر (۱۰۵۵ھ) میں یہ لفظ اسی تلفظ کے ساتھ آیا ہے:

رکھا کم سہنسکرت کے اس میں بول ۔۔۔ ادھک بولنے سوں کیا ہوئے امول

کی زبان جو کہ آسمانی اور علوی ہیں۔

پراکرت۔ بادشاہوں، وزیروں اور بڑے بڑے لوگوں کی مدح زیادہ تر اس زبان میں لکھتے ہیں۔ وہ عالم سفلی کی یعنی اُس عالم کی زبان ہے جو زمین کے نیچے ہے اور اس کو 'پاتال بانی' اور 'ناگ بانی' بھی کہتے ہیں یعنی اسفل السافلین کے رہنے والوں اور سانپوں کی زبان جو کہ زمینی اور سفلی ہیں۔ یہ زبان مرکب ہے سنسکرت سے جس کا ذکر پہلے ہو چکا اور بھاکھا سے جس کا ذکر اس کے بعد ہوگا۔

بھاکھا۔ رنگین اشعار اور عاشق و معشوق کا بیان زیادہ تر اس زبان میں کرتے ہیں۔ یہ اس عالم کی زبان ہے جس میں ہم لوگ رہتے ہیں۔ بھاکھا کا اطلاق عموماً سنسکرت اور پراکرت کے سوا اور کل زبانوں[1] پر ہوتا ہے خصوصاً برج والوں کی زبان پر۔ 'برج' ہندوستان کی ایک سرزمین کا نام ہے۔ اصل اس کی متھرا ہے (جو ایک مشہور و معروف مقام کا نام ہے) اور متھرا کے گرد چار کوس تک برج کی حد ہے۔ برج والوں کی زبان سب زبانوں سے زیادہ فصیح ہے۔ مشہور دریاؤں گنگا اور جمنا کے دوآب میں جو خطہ واقع ہے جیسے چندوار وغیرہ وہ فصاحت کے لیے مشہور ہے۔ چندوار ایک مشہور و معروف مقام کا نام ہے۔ چونکہ یہ زبان رنگین شعروں، شیریں عبارتوں اور عاشق و معشوق

---

[1] کل زبانوں سے شمالی ہند کی بولیاں مراد ہیں۔

کے بیان پر مشتمل ہو اور شاعروں اور طبیعت داروں میں زیادہ تر رائج اور مستعمل ہو۔ اس بنا پر اُس کے قواعد کلّیہ بنائے گئے ہیں اور اس چیز کا اختراع کرنے والا پنگل ہو۔

شبد کا بیان

شبد سنسکرت زبان میں کلمے کو کہتے ہیں۔ بھاکھا والے اس لفظ کو بعض معنی سے بولتے ہیں۔ ہمارے نحویوں کی اصطلاح میں کلمہ وہ ہے جو کسی معنی کو ادا کرنے کے لیے بولا جائے۔ اہل ہند کی اصطلاح میں اس کی تین قسمیں ہیں۔ سپناوَن، کرتب اور کرتا۔

سپناوَن۔ اس کلمے کو کہتے ہیں جو تینوں زمانوں یعنی ماضی استقبل اور حال میں سے کسی سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں :۔

ایک وہ جو معنی پر دلالت کرنے میں کسی دوسرے لفظ کا محتاج نہ ہو مثلاً رام جو ان کے مشہور دیوتاؤں میں سے ایک کا نام ہو۔ یا جل جس کے معنی ہیں پانی۔ اس قسم کے کلموں کو سپناوَن کہتے ہیں۔ عربی کی اصطلاح میں ان کو اسم کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو معنی پر دلالت کرانے میں کسی لفظ کے محتاج ہوں۔ مثلاً پر عربی کے علیٰ اور فارسی کے بر کے معنی میں۔ اس قسم کے کلموں کو پرتٹ کہتے ہیں۔ عربی کی اصطلاح میں ان کو حرف کہتے ہیں۔

کِرْتَب کا بیان

کِرْتَب۔ فعل کو کہتے ہیں اور فعل کے معنی ہیں کچھ کرنا۔ کرتب وہ کلمہ ہے جو تینوں زمانوں یعنی ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی ایک سے تعلق رکھتا ہے۔ ان تینوں زمانوں کو تِرکال کہتے ہیں۔ کِرْتَب کی پانچ قسمیں ہیں، بھُوت، ورتمان، بھوِشیہ، کریا، کِرْت۔

بھُوت کا بیان

بھُوت فعل ماضی کو کہتے ہیں اور فعل ماضی وہ ہے جو گزشتہ زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔ فعل ماضی لازمی چار صیغوں میں آتا ہے اور فعل لازمی وہ ہے کہ فعل اپنے فاعل پر تمام ہو جائے اور آگے بڑھ کر مفعول تک نہ پہنچے۔ وہ چار صیغے یہ ہیں۔

(۱) آیو، یہ صیغہ واحد مذکر غائب، واحد مذکر حاضر اور واحد مذکر متکلم میں مشترک ہے۔

(۲) آئے، یہ صیغہ جمع مذکر غائب، جمع مذکر حاضر اور جمع مذکر متکلم میں مشترک ہے۔

(۳) آئی، یہ صیغہ واحد مؤنث غائب، واحد مؤنث حاضر اور واحد مؤنث

متکلم میں مشترک ہے۔

(۴) آئیں ۔ یہ صیغہ جمع مونث غائب ، جمع مونث حاضر اور جمع مونث متکلم میں مشترک ہے۔

فعل متعدی بھی اسی طرح چار صیغوں میں آتا ہے اور فعل متعدی وہ ہے کہ فعل اپنے فاعل پر تمام نہ ہو ، بلکہ آگے بڑھ کر مفعول تک پہنچے ۔ فعل متعدی کے صیغے مفعول کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی اگر مفعول مذکر ہوتا ہے تو فعل مذکر لاتے ہیں اور اگر مفعول مونث ہوتا ہے تو فعل مونث لاتے ہیں ۔ مثلاً اگر مفعول واحد مذکر ہو تو کہیں گے مارِیُو اور اگر واحد مونث ہو تو کہیں گے ماری اور اسی قیاس پر باقی صیغوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔

بُرتْمانْ کا بیان

بُرتْمانْ ۔ فعل حال کو کہتے ہیں ۔ اور فعل حال وہ ہے جو گزشتہ اور آئندہ زمانوں کے درمیان میں ہو ۔ فعل حال چار صیغوں میں آتا ہے۔

(۱) کَرَت ہے ۔ یہ مشترک ہے واحد مذکر غائب ، واحد مونث غائب ، واحد مذکر حاضر اور واحد مونث حاضر میں۔

(۲) کَرَت ہیں ۔ یہ مشترک ہے جمع مذکر غائب ، جمع مونث غائب ، جمع مذکر متکلم اور جمع مونث متکلم میں۔

(٣) گزرت ہو۔ یہ مشترک ہے جمع مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر میں۔

(٧) گزرت ہوں۔ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے۔

ان چاروں صیغوں میں لفظ گزرت کی ت کو اگر مضموم پڑھیں جیسے [گزرتُ] تو مذکر کا صیغہ ہو جاتا ہے اور اگر مکسور پڑھیں جیسے [گزرتِ] تو مؤنث کا صیغہ ہو جاتا ہے۔

بھوکھ کا بیان

بھوکھ فعل مستقبل کو کہتے ہیں اور فعل مستقبل وہ ہے جو آئندہ زمانے سے تعلق رکھتا ہو۔ فعل مستقبل آٹھ صیغوں میں آتا ہے۔

(١) گزرے گو۔ یہ صیغہ واحد مذکر غائب اور واحد مذکر حاضر میں مشترک ہے۔

(٢) گزریں گے۔ یہ صیغہ جمع مذکر غائب اور جمع مذکر متکلم میں مشترک ہے۔

(٣) گزروگے۔ یہ جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔

(٤) گزروں گو۔ یہ واحد مذکر متکلم کا صیغہ ہے۔

(٥) گزروں گی۔ یہ واحد مؤنث متکلم کا صیغہ ہے۔

(٦) گزرے گی۔ یہ صیغہ واحد مؤنث غائب اور واحد مؤنث حاضر میں مشترک ہے۔

(٧) گزریں گی۔ یہ صیغہ جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث متکلم میں مشترک ہے۔

(۸) کَرُوگی۔ یہ جمع مونث حاضر کا صیغہ ہے۔

کِرِیا کا بیان

کِرِیا چار طرح پر ہو۔

(۱) سَمم بھاو۔ یہ اثبات فعل ماضی ہو۔ مثلاً آیُو

(۲) اَسَمم بھاو۔ یہ نفی فعل ماضی ہو۔ مثلاً نایُو

(۳) بھاو۔ یہ اثبات فعل حال و فعل مستقبل ہو مثلاً کرت ہو، کرے گو۔

(۴) اَن بھاو۔ یہ نفی فعل حال و فعل مستقبل ہو۔

نفی اور نہی کے لیے نون مفتوح (نہ) یا لفظ نا کلمے کے شروع میں لگا دیتے ہیں۔

کرم کا بیان

کرم مفعول کو کہتے ہیں اور مفعول وہ ہو کہ فعل اس پر واقع ہو۔ مفعول کے آخر میں ہ لاتے ہیں۔ مثلاً ہنیو رام راونہ یعنی رام نے راون کو مارا۔ اور کبھی مفعول کو فاعل سے پہلے لے آتے ہیں۔ مثلاً ہنیو راونہ رام اور کبھی ہ کو جو ضمیر مفعول ہے لفظ کے آخر سے حذف کر دیتے ہیں مثلاً ہنیو رام راون۔ اس محل پر فاعل کو مفعول سے پہلے لانا بہتر ہو۔ ورنہ قرینے اور قیاس پر نظر کر کے معنی نکال لیتے ہیں۔

کرتا کا بیان

کرتا۔ فاعل کو کہتے ہیں۔ اور فاعل فعل کرنے والا ہو۔ اس کی دو

قسمیں ہیں۔

(١) سُوَادھین۔ وہ فاعل جو خود کام کرے مثلاً تکا جی یعنی کام کرنے والا۔

(٢) پَرَادھین۔ وہ فاعل جو کسی دوسرے کو کوئی فعل کرنے کا حکم دے خواہ امر کے ساتھ ہو خواہ نہی کے ساتھ۔ اور امر کسی کو کوئی کام کرنے کا حکم دینا ہے اور نہی کسی کو کسی کام سے روکنا ہے۔ امر حاضر تین صیغوں میں آتا ہے۔

(i) کَر ۔ یہ امر واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔

(ii) کَر ۔ یہ امر واحد مونث حاضر کا صیغہ ہے۔

(iii) کَرو ۔ یہ صیغہ جمع مذکر حاضر اور جمع مونث حاضر میں مشترک ہے۔

امر غائب بھی تین صیغوں میں آتا ہے۔

(i) کَرے ۔ یہ صیغہ واحد غائب مذکر اور واحد غائب مونث میں مشترک ہے۔

(ii) کَریں ۔ یہ صیغہ جمع غائب مذکر جمع غائب مونث اور جمع متکلم میں مشترک ہے۔

(iii) کَروں ۔ یہ امر واحد متکلم کا صیغہ ہے۔

نہی حاضر و غائب کے بھی یہی امر حاضر و غائب کے چھ صیغے ہیں جن کے شروع میں نہ یا نا بڑھا دیتے ہیں۔

پُرلنگ کا بیان

پُرلنگ مذکر کو کہتے ہیں۔ اور مذکر کے معنی ہیں مرد یا نر۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) وہ جو علَم ہو اور اس کے مقابل میں کوئی مونث ہو۔ اور علم وہ ہے جو کسی معین شخص کا نام ہو۔ مثلاً رام اور کرشن جو مشہور دیوتاؤں کے نام ہیں۔

(۲) وہ کہ اسم مذکر غیر علم کے آخر میں الف لگادیں۔ مثلاً مرگا کے لفظ مرگ (ہرن) پر الف بڑھا دیا گیا ہے۔

اَستری لنگ کا بیان

اَستری لنگ مونث کو کہتے ہیں اور مونث کے معنی ہیں عورت یا مادہ۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) وہ جو علم ہو یعنی کسی معین شخص کا نام ہو مثلاً سیتا اور رادھا جو دو مشہور عورتوں کے نام ہیں۔

(۲) وہ جو علم نہ ہو۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(ا) وہ جس کا مقابل کوئی مذکر اور نر ہو۔ مثلاً ترنگنی یا ترنگی (گھوڑی) اور منتعنی[1] (متعنی)

[1] ایک نسخے میں "منتعنی" لکھا ہے۔

(ii) وہ جس کے مقابل مذکر اور نر نہ ہو مثلاً بیار (ہوا) اور اگن (آگ)۔ یہ آخری قسم مؤنث سماعی ہے اور اس کا استعمال فقط محاورے کے سننے سے تعلق رکھتا ہے۔

جب پُرلنگ کو استری لنگ یعنی مذکر غیر علم کو مؤنث کر دینا چاہتے ہیں تو مذکر اسم کے آخر میں چند حرف بڑھا دیتے ہیں۔ وہ حرف یہ ہیں:

(۱) الف۔ مثلاً بردھ (بڈھا سے بردھا (بڑھیا)

(۲) ی۔ مثلاً دیو سے دیوی

(۳) آنی۔ مثلاً رُدر سے رُدرانی یعنی رُدر کی بیوی۔ رُدر عموماً دیوتا کے معنی میں آتا ہے اور خصوصاً مہادیو کو کہتے ہیں۔

(۴) نی۔ مثلاً ترُنگ سے ترُنگنی۔ کبھی آخری ی کو گرا دیتے ہیں اور صرف نون باقی رہ جاتا ہے۔ مثلاً ترُنگن۔

نپُن سک لنگ کا بیان

نپُن سک لنگ خنثیٰ کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ جو حقیقت میں نہ مرد ہو نہ عورت۔ محاورے میں ایسے گنتی کے چند اسم ہیں ان سب کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔ ان میں سے ایک لفظ کُنڈل ہے جس کے معنی ہیں حلقہ۔ اس جنس کا استعمال سنسکرت کے محاورے سے مخصوص ہے۔ بھاکھا میں مستعمل نہیں ہے۔

بُہ بچن کا بیان

بُہ بچن جمع کو کہتے ہیں۔ اور واحد سے زیادہ کو جمع خیال کرتے ہیں۔ جمع بنانے کے لیے واحد لفظ کے آخر میں حرف نون لگا دیتے ہیں۔ مثلاً کماہا تھ سے کرن اور جب لفظ کے آخر میں واؤ ساکن یا یائے ساکن ہو تو کبھی اس واؤ یا یے کو اپنے حال پر ساکن رہنے دیتے ہیں اور کبھی اس پر زبر کی حرکت لگا دیتے ہیں مثلاً سکھی سے سکھیئں اور بہو سے بہوئن اور کبھی الف نون سے جمع بناتے ہیں مثلاً سکھی سے سکھیاں۔

اسم اشارہ کا بیان

اسم اشارہ وہ اسم ہو جس سے کسی کی طرف اشارہ کریں۔ اسمائے اشارہ سات ہیں:—

(۱) وا۔ یہ واحد غائب کے اشارے کے لیے ہو یعنی وہ

(۲) تا۔ یہ بھی واحد غائب کے اشارے کے لیے ہو یعنی وہ

(۳) یا۔ یہ واحد حاضر کے اشارے کے لیے ہو یعنی یہ

(۴) جا۔ یہ بھی واحد غائب کے اشارے کے لیے ہو یعنی جو

(۵) اُن۔ یہ جمع غائب کے اشارے کے لیے ہو

(۶) اِن۔ یہ جمع حاضر کے اشارے کے لیے ہو۔

(۷) جِن۔ یہ جمع غائب کے اشارے کے لیے ہو۔

یہ ساتوں اسمائے اشارہ مذکر اور مونث میں مشترک ہیں۔

پدبرتت کا بیان

پدبرتت کلام کو کہتے ہیں۔ اور کلام دو کلموں سے مرکب ہوتا ہو مثلاً رام آیو۔

سمبندھ کا بیان

سمبندھ ترکیب اضافی کو کہتے ہیں۔ اور ترکیب اضافی وہ ترکیب ہو جس میں کلمۂ اول کو کلمۂ ثانی سے نسبت دیں۔ اصطلاح عرب میں کلمۂ اول کو مضاف اور کلمۂ ثانی کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اہل ہند کی ترکیب اضافی تین کلموں سے مرکب ہوتی ہو مثلاً پوت رام کو یعنی پسر رام۔ اس میں کلمۂ پوت مضاف ہو اور کلمۂ رام مضاف الیہ ہو اور لفظ کو جو آخر میں ہو آۂ نسبت ہو جو عربی کی مثال غُلَامُ زَیْدٍ میں لام مکسور کی جگہ اور فارسی کی مثال غلامِ زید میں مضاف کے آخری کسرے کی جگہ آیا ہو۔ ہندی میں جب مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کرتے ہیں تو لفظ کو جو علامت نسبت ہو درمیان

میں لاتے ہیں اور کہتے ہیں رام کو پوت۔ اس محل پر کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ
علامتِ نسبت کو حذف کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں رام پوت۔

ان حرفوں اور کلموں کا بیان جو اسموں کے شروع اور درمیان میں آ کر مختلف معنی دیتے ہیں

(۱) الف مفتوح اسم کے آخر میں آ کر وصفیت اور سلبیت کے معنی دیتا
ہے۔ اور اس کو اصطلاح میں ناسُن یعنی نفی کہتے ہیں۔ مثلاً اجان یعنی پہچاننے
والا نادان۔

(۲) الف۔ اسموں کے درمیان میں آ کر تواتر اور توالی کے معنی دیتا
ہو مثلاً کلاچل یعنی رو اردو۔ یہ الف فارسی میں بھی استعمال ہوتا ہو۔

(۳) بِ (بے مکسور) اسم کے شروع میں آ کر نفی اور سلبیت کے معنی دیتا
ہو مثلاً بِکل یعنی بے قرار اور بے آرام۔ کیونکہ کل کے معنی ہیں قرار اور آرام۔

(۴) سَ (سین مفتوح) اسم کے شروع میں آ کر معیت اور ہمراہی کے
معنی دیتا ہو مثلاً سجل یعنی سیراب اور شاداب۔ کیونکہ جل کے معنی ہیں پانی
یہ س کبھی لیاقت اور قابلیت کے معنی دیتا ہو۔ مثلاً سپوت یعنی قابل اور شہزادا
اور یہ حرف اس معنی میں اس لفظ کے سوا اور کہیں نہیں سنا گیا۔

(۵) سُ (سین مضموم) اسم کے شروع میں آ کر خوب اور اچھا کے معنی

دیتا ہے۔ مثلاً سُباس یعنی اچھی بو والا، خوشبودار۔

(۶) کَ (کاف مفتوح) اسم کے اول میں آکر عدم لیاقت اور ناقابلیت کے معنی دیتا ہو۔ مثلاً کپوت یعنی ناقابل یا نالائق بیٹا۔ اور یہ حرف اس معنی میں اس لفظ کے سوا اور کہیں نہیں سنا گیا۔

(۷) کُ (کاف مضموم) اسم کے شروع میں آکر بد اور برا کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً کُرنگ یعنی بد رنگ، برے رنگ والا۔

(۸) اِن (نون مکسور) اسم کے شروع میں آکر نفی اور سلبیت کے معنی دیتا ہو۔ مثلاً نِلج یعنی بے شرم، بے حیا کیونکہ لج اور لاج کے معنی ہیں شرم و حیا

ان حرفوں کا بیان جو لفظوں کے آخر میں آکر مختلف معنی دیتے ہیں

(۱) الف۔ اسم کے آخر میں آکر صفت اور فاعلیت کے معنی دیتا ہو مثلاً کبتا یعنی شاعر[1] اور موصوف بہ صفت شاعری۔ کیونکہ کبت کے معنی ہیں شعر۔ دِیوا یعنی دینے والا اور موصوف بہ صفت دہندگی۔ کبھی الف تانیث کے لیے آتا ہو مثلاً بڑدھا یعنی بوڑھی عورت، کیونکہ بڑدھ بوڑھے

---

[1] کبتا کے معنی ہیں شاعری شاید اس زمانے میں شاعر کے معنی میں بولا جاتا ہو۔ کتاب کا خاتمہ جو ہندی لفظوں کی فرہنگ ہو اس میں بھی کبتا کے معنی شاعر و سخنور لکھے گئے ہیں

مرد کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اور کبھی تانیث کے ساتھ وصفیت اور فاعلیت کے معنی بھی دیتا ہے مثلاً گرُبا یعنی عزور کرنے والی اور موصوف بہ صفت عزور۔ کیونکہ گرُب کے معنی ہیں عزور۔ اور کبھی الف تذکیر اور نری کا فائدہ دیتا ہے مثلاً ہرنگا یعنی نر ہرن۔ اسم علم کے آخر میں الف ندا کا فائدہ دیتا ہے اور ندا کسی کو پکارنا ہے۔ مثلاً راما یعنی اے رام۔ الف ندائیہ فارسی اور عربی میں بھی مستعمل ہے۔

(۲) پ۔ اسم کے آخر میں آ کر صاحبی اور خداوندی کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً بھوپ یعنی صاحب و خداوند زمین۔ کیونکہ بھو کے معنی ہیں زمین۔

(۳) ت۔ اسم کے آخر میں آ کر مصدری معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً گنت یعنی گننا، شمار کرنا۔

(۴) ٹ۔ اسم کے آخر میں آ کر فاعلیت کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً کھیوٹ یعنی ناؤ کھینے والا۔ اس ٹ کے آخر میں واو معروف بھی لگا دیتے ہیں مثلاً کھیوٹوا۔

(۵) ج۔ اسم کے آخر میں آ کر پیدا ہونے کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً بارج یعنی پانی سے پیدا ہونے والا۔ اس لفظ کا اطلاق کنول کے پھول پر اور ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو پانی سے پیدا ہو۔ کیونکہ بار کے معنی ہیں پانی۔

(۶) دِ (دال مکسور) اسم کے آخر میں آ کر ظرف مکان کے معنی دیتا ہے۔

مثلاً بارَدِ یعنی بادل، کیونکہ بار کے معنی ہیں پانی، جیسا کہ ابھی بتایا جا چکا ہے۔
(۷) دَھ۔ یہ بھی اسی معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً اُنبُدھ یعنی سمندر کیونکہ اُنب کے معنی ہیں پانی۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ پانی کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں دِ بادل کے معنی کا اور دَھ سمندر کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔
(۸) ک۔ اسم کے آخر میں فاعلیت کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً سیوک یعنی خادم، کیونکہ سیوا اور سیوا کے معنی ہیں خدمت۔ یہ کاف کبھی مصدری معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً بیدک یعنی طبابت۔
(۹) گ۔ اسم کے آخر میں آکر راہ، روش اور رفتار کے معنی دیتا ہے مثلاً اُرگ یعنی سینے سے راہ چلنے والا، کیونکہ اُر کے معنی ہیں سینہ۔ اس لفظ سے سانپ مراد لیتے ہیں۔
(۱۰) ن۔ اسم کے آخر میں مصدری معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً چلن یعنی رفتن، رواج، کیونکہ چل اور چال کے معنی ہیں رفتار اور طریقہ۔ حرف نون کبھی فاعلیت کا فائدہ دیتا ہے مثلاً موہن یعنی موہنے والا، فریفتہ کرنے والا، کیونکہ موہ کے معنی ہیں فریفتگی۔ اور کبھی جمع کا فائدہ دیتا ہے مثلاً کرن جو کر کی جمع ہے اور کر کے معنی ہیں ہاتھ۔ اور کبھی تانیث کا فائدہ دیتا ہے مثلاً ترنگن یعنی گھوڑی، کیونکہ ترنگ کے معنی ہیں گھوڑا، جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے۔

(۱۱) و (واو معروف) اسم کے آخر میں آکر فاعلیت کا فائدہ دیتا ہو
مثلاً پاہرو یعنی پہرا دینے والا، پاسبان، کیونکہ پاہرہ اور پہرہ کے معنی ہیں پلبانی
اور نگہبانی۔

(۱۲) ہ (ہائے مکسور) اسم کے آخر میں آکر مفعول بہ کے معنی دیتا ہو۔ مثلاً
وَاہِ یعنی اُس کو، کیونکہ وا کے معنی ہیں وہ۔

(۱۳) ی (یائے معروف) اسم کے آخر میں آکر نسبت کا فائدہ دیتا ہو۔ مثلاً
اجمیری یعنی منسوب بہ اجمیر۔ اجمیر ہندستان کے ایک مشہور شہر کا نام ہو۔ اور یہی ی
فارسی میں بھی مستعمل ہو۔ کبھی ی صفت اور فاعلیت کا فائدہ دیتا ہو مثلاً گربی
یعنی غرور کی صفت سے موصوف، غرور کرنے والا، کیونکہ گرب کے معنی ہیں غرور۔
اور کبھی ی تانیث کے معنی دیتا ہو۔ مثلاً دیوی یعنی دیو کی عورت جیسا کہ اوپر کہا
جا چکا ہو۔

اُن کلموں کا بیان جو اسموں کے شروع میں آکر مختلف معنی دیتے ہیں

الف:- وہ کلمے جو اسم کے شروع میں آکر ندا کے معنی دیتے ہیں۔

یہ دس کلمے ہیں:-

(۱) ہے۔ مثلاً ہے رام
(۲) اَہے۔ مثلاً اَہے رام

(۳) ہُو۔ مثلاً ہو رام

(۴) اَہُو۔ مثلاً اہو رام

(۵) اَے۔ مثلاً اے رام یہ کلمہ فارسی میں بھی مستعمل ہے۔

(۶) اِے ہُو۔ جو اَے اور ہُو سے مرکب ہے مثلاً اے ہو رام

(۷) اَرے۔ مثلاً ارے رام۔ اس کلمے کو مونث کی ندا میں یاے معروف سے بولتے ہیں مثلاً اَری سکھی۔ اور سکھی کے معنی ہیں زنِ مصاحبہ۔

(۸) رے۔ بغیر الف اول کے۔ مثلاً رے رام۔ اس کلمے کو بھی ندائے مونث میں یاے معروف سے بولتے ہیں مثلاً ری سکھی۔

(۹) اے رے۔ جو اے اور رے سے مرکب ہے۔ مثلاً اے رے رام۔ ندائے مونث کے لیے اس کے دوسرے جز رے کو یاے معروف سے بولتے ہیں مثلاً اے ری سکھی۔

(۱۰) ارے اے۔ جو ارے اور اے سے مرکب ہے۔ مثلاً ارے اے رام۔ ندائے مونث کے لیے اس کے پہلے جز ارے کو یاے معروف سے بولتے ہیں مثلاً اری اے سکھی۔

ب۔ وہ کلمے جو اسم کے شروع میں آ کر نفی و سلبیت کا فائدہ دیتے ہیں یہ دو کلمے ہیں۔

(۱) نِر۔ مثلاً نِر بھو یعنی بے خوف، بے ترس، کیونکہ بھو کے معنی ہیں خوف اور ترس۔

(۲) اَن۔ مثلاً اَن رس یعنی بے مزہ، بے ذوق، کیونکہ رس کے معنی ہیں مزہ اور ذوق۔

اُن کلموں کا بیان جو اسموں کے آخر میں آکر مختلف معنی دیتے ہیں

الف۔ وہ کلمے جو اسم کے آخر میں آکر صاحب اور خداوند کے معنی دیتے ہیں۔ یہ دس کلمے ہیں:-

(۱) وَنت۔ مثلاً رُوپ ونت یعنی صاحب حسن وجمال، کیونکہ رُوپ کے معنی ہیں حسن وجمال۔ کبھی مذکر کے لیے اس کلمے کے آخر میں الف لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں رُوپ ونتا اور مونث کے لیے یاے معروف لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں رُوپ ونتی۔

(۲) کار۔ مثلاً گن کار یعنی صاحب علم وہنر، کیونکہ گن کے معنی ہیں علم وہنر۔

(۳) پال۔ مثلاً بھوپال یعنی صاحب زمین وملک۔ بادشاہ، زمیندار اور صاحب ملک پر اس لفظ کا اطلاق کرتے ہیں، کیونکہ بھو کے معنی ہیں زمین۔

(۴) پَت۔ مثلاً بھوپت یعنی صاحب وخداوند زمین اور صاحب مملکت۔ اس لفظ کا اطلاق بھی بادشاہ، زمیندار اور صاحب مملکت پر کرتے

ہیں، کیونکہ بھی اور مہہ زمین کو کہتے ہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب زمین، ملک،
دنیا اور مرد کے معنی دینے والے اسموں کے آخر میں پت کا لفظ آتا ہے تو وہ
بادشاہ کے معنی کا فائدہ دیتا ہے مثلاً بھی پت، دیش پت، جگت پت، نرپت۔
کلمہ کنت بھی ان اسموں کے آخر میں اسی معنی کا فائدہ دیتا ہے مثلاً بھی کنت۔
کلمہ پت جب تارہ اور رات کے معنی دینے والے اسموں کے آخر میں آتا ہے
تو چاند کے معنی کا فائدہ دیتا ہے مثلاً تارپت، نچھترپت اور نس پت۔ اور کلمہ
پت جب ندی کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں آتا ہے تو دریا کے معنی کا
فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً ندی پت۔

(۵) ایس۔ جب اس کلمے کو کسی دوسرے کلمے سے ملاتے ہیں تو لکھنے
میں الف کو حذف کر دیتے ہیں، کیونکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس کلمے کے شروع
میں الف ہوتا ہے جب اس کو کسی دوسرے کلمے سے وصل کرتے ہیں تو الف
کو حالت تحریر میں حذف کر دیتے ہیں۔ مثلاً بھیس یعنی صاحب وخداوند زمین،
کیونکہ بھی اور مہہ کے معنی ہیں زمین جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اس کلمے کو بھی
بادشاہ، زمیندار اور صاحب ملک پر اطلاق کرتے ہیں۔

(۶) ایشر۔ مثلاً کابی شر یعنی صاحب وخداوند شعر، کیونکہ کاب کے معنی
ہیں شعر۔ سنسکرت میں لفظ ایشر کو شین کے ساتھ بولتے ہیں۔

(۷) اندر۔ مثلاً نرندر۔ یعنی صاحب وخداوند مرداں، کیونکہ نر کے معنی

ہیں مرد۔

(۸) راج ۔ مثلاً کب راج یعنی ملک الشعرا کیونکہ کب کے معنی ہیں شاعر۔

(۹) ایت ۔ مثلاً ڈھلیت یعنی صاحب سپر کیونکہ ڈھال سپر کو کہتے ہیں۔

(۱۰) آوتی ۔ مثلاً لچھماوتی یعنی دولت والی عورت کیونکہ لچھمی کے معنی ہیں دولت ۔ اوت کے آخر میں یائے معروف بھی لاتے ہیں۔ مثلاً لچھماوتی۔ اور یہ کلمہ کنول کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں پدمنی کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً پدماوتی۔

ب ۔ کلمے جو اسموں کے آخر میں آکر فاعلیت کے معنی کا فائدہ دیتے ہیں

یہ پانچ کلمے ہیں :-

(۱) آ یا ۔ دی کی تشدید کے ساتھ) مثلاً کھلیا یعنی کھیلنے والا۔

(۲) واڑ ۔ مثلاً کھلواڑ یعنی کھیلنے والا۔

(۳) آڑ ۔ مثلاً کھلاڑ یعنی کھیلنے والا۔ اس کے آخر میں یائے معروف بھی لاتے ہیں مثلاً کھلاڑی ۔

(۴) اک ۔ مثلاً پیراک یعنی پیرنے والا۔

(۵) او ۔ مثلاً بٹاؤ یعنی راستہ چلنے والا اور مسافر کیونکہ باٹ کے معنی ہیں راستہ ۔

ج:- وہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آ کر مصدری معنی کا فائدہ دیتے ہیں یہ آٹھ کلمے ہیں:-

(۱) ئو۔ مثلاً بُو بُو یعنی بولنا۔

(۲) آئی۔ مثلاً ترنائی یعنی جوانی، کیونکہ ترمن کے معنی ہیں جوان۔

(۳) آپو۔ مثلاً مٹاپو یعنی فربہی، کیونکہ موٹا کے معنی ہیں فربہ۔ روزمرہ کی بول چال میں اس لفظ کے آخر والے واو کی جگہ الف استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں مٹاپا۔

(۴) پن۔ مثلاً بال پن یعنی بچپن، طفولیت۔ پن کے آخر میں واو مجہول اور نونِ غنہ بھی لگاتے ہیں اور کہتے ہیں بال پنوں۔ روزمرہ کی بات چیت میں واو مجہول کی جگہ الف استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں بال پناں۔

(۵) نوں۔ مثلاً آؤنوں یعنی آنا۔ روزمرہ کی بول چال میں واو کی جگہ الف استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں آؤناں۔

(۶) پت۔ مثلاً چکن پت یعنی رعنائی، زیبائی اور خودنمائی۔

(۷) آپ۔ مثلاً ملاپ یعنی ملنا، ملاقات کرنا۔

(۸) آو۔ مثلاً بناو یعنی بنانا، آراستہ کرنا۔

د:-

وہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آکر صفت کے معنی دیتے ہیں

یہ دس کلمے ہیں:-

(۱) تائی۔ مثلاً سیام تائی یعنی سیاہی، کیونکہ سیام کے معنی ہیں سیاہ۔ اس کلمے کو اس کے دوسرے جز "ئی" کے بغیر بھی استعمال کرتے ہیں سیامتا۔

(۲) آٹ۔ مثلاً چکناٹ یعنی دہنیت اور چکنا ہونے کی صفت۔

(۳) آوٹ۔ مثلاً جہراوٹ یعنی زنانہ پن، کیونکہ جہری کے معنی ہیں عورت۔

(۴) آس۔ مثلاً مٹھاس یعنی میٹھا ہونے کی صفت۔

(۵) ایل۔ مذکر کے لیے لام کے آخر میں واو مجہول لگاتے ہیں اور کہتے ہیں رنگیلو یعنی رنگینی کی صفت سے موصوف مرد۔ روزمرہ کی بول چال میں واو کی جگہ الف استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں رنگیلا۔ مونث کے لیے یائے معروف لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں رنگیلی یعنی رنگینی کی صفت سے موصوف عورت۔

(۶) سار۔ مثلاً ملنسار یعنی ملاقات یا میل جول کی صفت سے موصوف۔

(۷) کا۔ یہ لفظ مونث کے لیے مخصوص ہے مثلاً اچھسارکا یعنی فسق و بدکاری کی صفت سے موصوف عورت، کیونکہ اچھسار کے معنی ہیں فسق و بدکاری۔

(۹) اول۔ مذکر کے لیے لام کے آخر میں واو مجہول لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں منجھولو یعنی منجھلا ہونے کی صفت سے موصوف مرد۔ روزمرہ کی بات چیت میں

واو مجہول کی جگہ الف استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں سجھولا۔ مؤنث کے لیے یائے معروف لگاتے ہیں اور کہتے ہیں سجھولی۔

(۸) آیوں۔ مثلاً ڈھٹایوں یعنی بے حیائی اور بے شرمی کی صفت۔

(۱۰) اوہاں۔ مثلاً بھگوہاں یعنی نیم رنگ سرخی کی صفت سے موصوف مرد۔ کیونکہ بھگوا نیم رنگ سرخ کو کہتے ہیں۔ مونث کے لیے اس لفظ میں الف کی جگہ یائے معروف لاتے ہیں مثلاً بھگوہیں یعنی مذکورہ صفت سے موصوف عورت۔

۵:

وہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آکر تصغیر کا فائدہ دیتے ہیں

عربی کی اصطلاح میں تصغیر کسی کو چھوٹا اور حقیر کرنا ہے۔ یہ کلمے چار ہیں:

(۱) وَا۔ مثلاً لنگر سے لنگروا اور لنگر کے معنی ہیں شوخ۔ مونث کی تصغیر کے لیے وا کی جگہ یا لاتے ہیں مثلاً گاگر سے گگریا اور گاگر کے معنی ہیں گھڑا۔ کلمہ یا مذکر کے لیے نسبت کا فائدہ دیتا ہے مثلاً گونجیا یعنی گونج کی طرف منسوب مرد۔ گونج ہندستان کے ایک مشہور شہر کا نام ہے۔

(۲) را۔ مثلاً میہ سے مینہرا۔ اور میہ کے معنی ہیں بارش۔

(۳) اوٹا۔ مثلاً ڈھوٹا سے ڈھگوٹا اور ڈھوکا کے معنی ہیں ڈھیلا۔

(۴) اوٹ۔ مذکر کے لیے اس کلمے کے آخر میں واو مجہول لاتے ہیں اور کہتے ہیں گلوٹو اور کبھی اس کلمے میں واو معروف کی جگہ واو مجہول بھی لاتے ہیں مثلاً بھروٹو

یعنی چھوٹی گھڑی۔ ان دونوں صورتوں میں روزمرہ کی بول چال میں آخری واؤ مجہول کی جگہ الف استعمال کرتے ہیں مثلاً گلوٹا اور بھرونٹا۔ اور مونث کے لیے الف کی جگہ یائے معروف لگاتے ہیں۔ مثلاً گلوٹی اور بھرونٹی۔

وُہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آکر دارندگی کے معنی کا فائدہ دیتے ہیں

یہ دو کلمے ہیں :۔

(۱) دَھر۔ مثلاً گردھر یعنی دارندۂ کوہ۔ گردھر کانھ[1] کا نام ہے، کیونکہ کہا جاتا ہے کہ کانھ نے ایک وقت پہاڑ کو ہاتھ پر لے لیا تھا۔ اس وقت سے ان کا نام گردھر ہو گیا۔ یہ کلمہ زمین کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں پہاڑ کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً دھرادھر یعنی دارندۂ زمین (؟)، کیونکہ دھرا کے معنی ہیں زمین۔ اور امرت یعنی آب حیات کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں چاند کے معنی دیتا ہے مثلاً سُدھادھر اور چاند کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں مہادیو کے معنی دیتا ہے مثلاً سسِ دھر۔

(۲) دھاری۔ مثلاً جٹا دھاری یعنی جٹا رکھنے والا۔ اور جٹا کے معنی ہیں سر کے بال جو آپس میں چپک کر ایک ہو گئے ہوں۔

---

[1] کانھ۔ کنھیا۔ کرشن

ز:- وہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آکر دہندگی کے معنی دیتے ہیں

یہ دو کلمے ہیں:-

(۱) دائی۔ مثلاً دکھ دائی یعنی رنج دینے والا۔
(۲) دائک۔ مثلاً سکھ دائک یعنی آرام دینے والا۔

ح:- وہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آکر کنندگی کے معنی دیتے ہیں

یہ دو کلمے ہیں:-

(۱) کر۔ مثلاً دِن کر یعنی دن کرنے والا۔ اس کا اطلاق آفتاب پر کرتے ہیں
(۲) کرتا۔ مثلاً گن کرتا یعنی فائدہ کرنے والا۔

ط:- وہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آکر لوٹ لینا، چھین لینا، لے بھاگنا کے معنی دیتے ہیں

یہ دو کلمے ہیں:-

(۱) ہر۔ مثلاً من ہر یعنی دل رُبا، دل لینے والا۔ اس کلمے کے آخر میں نون بھی لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں من ہرن۔ اور مونث کے لیے نون کے بعد

یائے معروف لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں من ہرنی یعنی دلربا عورت۔

(۲) ہرتا۔ مثلاً بائی ہرتا یعنی ہوا کا دور کرنے والا۔

ی:- وہ کلمے جو اسموں کے آخر میں آ کر مختلف معنی دیتے ہیں

(۱) ہار۔ ایک کلمہ ہے جو کسی اسم کے آخر میں آ کر لیاقت اور سزاواری کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً ہونی ہار یعنی ہونے کے لائق، شدنی۔

(۲) اَوٹ۔ ایک کلمہ ہے جو اسم کے آخر میں آ کر آلے کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً کسَوٹ یعنی وہ چیز جس سے کسائی کی جائے۔ مذکر کے لیے اس کلمے کے آخر میں کبھی الف لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کچھوٹا یعنی وہ چیز جس سے ستر عورت کیا جائے یعنی آگا پیچھا چھپایا جائے، کیونکہ کاچھ کے معنی ہیں عورت یعنی جسم کا وہ حصہ جس کو چھپا رہنا چاہیئے۔ اور مونث کے لیے اس کلمے کے آخر میں یائے معروف لگاتے ہیں مثلاً کسَوٹی یعنی وہ چیز جس سے سونا چاندی پرکھتے ہیں، کیونکہ کس کے معنی ہیں پرکھنا۔ کبھی یہ کلمہ ظرفیت کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً کجروٹی یعنی وہ چیز جس میں کاجل یا سرمہ رکھتے ہیں۔

(۳) بن۔ ایک کلمہ ہے جو اسم کے آخر میں آ کر بے اور بغیر کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً لال بن یعنی بے معشوق۔ اور لال کے معنی ہیں معشوق۔ اس کلمے کے آخر میں الف نون بھی بڑھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ لال بناں۔ اس کلمے کو کبھی اسم کے پہلے بھی

لاتے ہیں اور کہتے ہیں بن لال اور بنالال۔

(۴) سالا۔ ایک کلمہ ہے جو اسم کے آخر میں آکر ظرف مکان کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً دھرم سالا یعنی عبادت، خیرات، دینداری اور خدا پرستی کی جگہ۔ اس کلمے کو کبھی بغیر آخری الف کے بھی استعمال کر سکتے ہیں مثلاً ٹکسال یعنی سکے بنانے اور سونے چاندی کے پرکھنے کی جگہ۔

(۵) آہنڈ۔ ایک کلمہ ہے جو اسم کے آخر میں آکر بو کے معنی دیتا ہے مثلاً مچھلاہنڈ یعنی مچھلی کی سی تیز اور بری بو۔

(۶) چر۔ ایک کلمہ ہے جو درخت کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں آکر ہرن اور بندر کے معنی دیتا ہے مثلاً درکھ چر۔ اور جنگل بیابان کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں آکر بھی [illegible] جنگلی، بیابانی آدمی کے معنی دیتا ہے مثلاً بن چر۔ پانی کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں آکر ابر و باراں کے معنی دیتا ہے مثلاً جل چر۔ اور رات کے معنی دینے والے اسم کے آخر میں آکر بھوت کے معنی دیتا ہے مثلاً نش چر (نس کے معنی ہیں رات)۔

(۷) مئی۔ ایک کلمہ ہے جو اسم کے آخر میں آکر کثرت کے معنی کا فائدہ دیتا مثلاً جل مئی یعنی وہ جگہ جہاں کئی دریا بہتے ہوں یا ایسا دریا جس میں بہت پانی ہو۔ کیونکہ جل کے معنی ہیں پانی۔

(۸) انس۔ ایک کلمہ ہے جو اسم کے آخر میں آکر حصہ کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً

دشوانش یعنی دسواں حصہ۔

(۹) اَوْتی ۔ ایک کلمہ ہے جو اسم کے آخر میں آکر مقدار اور اندازے کے معنی کا فائدہ دیتا ہے مثلاً "سمجھوتی" یعنی سمجھنے کی مقدار اور اندازہ۔

یہ مفید کتابیں بھی ہم سے طلب فرمائیں